International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN- 2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.1 (2024)
(January-March)

Analysis of the Concept and Significance of Hajj in Arab Society and Islam.

عرب سماج اور اسلام میں حج کا تصور و کیفیت کا تجزیہ

Dr. Samiullah
Dr. Sajid Khan
Dr. Zeeshan*
Lecturer Cadet Collège Spinkai (SWTD)
Assistant Director, P&D, University of Science & Technology Bannu
Lecturer HITEC University Taxila Cantt at- corresponding email
dr.zeeshan@hitecuni.edu.pk

Abstract

The period of ignorance (Jahiliyyah) in Arabia refers to the historical era when Islamic teachings were not prevalent, and Arabs were generally uneducated and misguided due to religious intolerance. In the time of Jahiliyyah, Arab society was primarily based on tribalism and had unique polytheistic beliefs and practices in their temples. Hajj is one of the five fundamental pillars of Islam. Every year, during the Islamic month of Dhu al-Hijjah, Muslims are commanded to perform the pilgrimage to Mecca. The purpose of Hajj is spiritual devotion and piety, demonstrating unity, compassion, and humility among Muslims. Its rituals are established in the Quran and Hadith, emphasizing the importance of both earthly and heavenly connections. Islam guided Arab society away from the concepts of Jahiliyyah towards a new ideology and spirituality. Hajj became a crucial means of societal transformation. Through Hajj, Muslims acquire religious, social, and ethical education, promoting principles of humility, brotherhood, and equality. The rituals of Hajj promote both worship and societal objectives, teaching Muslims the profound significance of love, unity, and humility in relation to Allah.

Keywords- Hajj,Arab Society and Islam

زمانہ جہالیت میں عرب کی جماعتیں مختلف مناظر اور مذہبی عقائد کی عبادات اور رسومات کو اپناتی تھیں۔حج بھی اس دور میں ایک اہم عبادت تھی، لیکن اس کی تصوریات اور انجام کیفیت مختلف تھیں جیسے کہ اللات، العزی، اور مناطق دیگر کی دیوتاؤں کے لئے مناسک کا ادا کیا جاتا تھا۔زمانہ جہالیت میں حج کو مختلف شرائط اور اعمال کے ساتھ منظور کیا جاتا تھا، جیسے عربی قبائل کے درمیان سیاسی معاملات کی حل کے لئے مقررہ وقت اور جگہ پر اجتماع کرنا۔

اسلام آیا اور مکمل تبدیلی لے کر، حج کو ایک تصوّر عبادتی بنادیا۔حج کیفیت میں بھی تبدیلیاں آئیں، جیسے کہ حج کی سب سے بڑی عبادت قرار دی گئی، اور اسے پانچوں اسلامی رکنوں میں شامل کیا گیا۔حج کے اعمال اور انجام کیفیت بھی تبدیل ہوئی، اب حج کو صافی، ایمان، اور عبادت کا عمیق تجربہ قرار دیا گیا۔اسلامی حج کے مناسک اب مختصر اور واضح ہوئے، جیسے کہ طوافِ کعبہ، سعی، اور عرفات میں وقوف۔اسلامی حج میں اخلاص اور عبادت کی سنگینی کو زیادہ اہمیت دی گئی اور مومن کو اپنے رب کی قربانی اور طاعت کی زندگی میں نئی روح ملی۔

اس مبحث میں دو چیزیں زیر بحث ہے:

1 عرب سماج میں حج کا تصور 2 عرب سماج میں حج کی کیفیت

1 عرب سماج میں حج کا تصور

جب تک عرب سماج میں ملت ابراہیمی کے اثرات اور اس کی تعلیمات باقی تھیں۔وہ ان کے مطابق مناسک حج ادا کرتے تھے۔لیکن مرور زمانہ اور بدلتے حالات کے ساتھ ان میں تبدیلی آئی۔ملت ابراہیمی کی تعلیمات ناپید ہوئیں۔جہالت عام ہوئی۔بہت اقوام کے ساتھ ان کا اختلاط بڑھ گیا۔جس کی سے ان میں مشرکانہ عقائد و رسوم پروان چڑھ گئے کہ خانہ کعبہ کو بتوں سے بھر دیا اور اس کے ارد گرد سینکڑوں بت نصب کر دیئے۔[1]

اس بت پرستی کا نتیجہ یہ تھا کہ انہوں نے حج کو بیت اللہ اور بیت الحرام تک ہی خاص نہ کیا بلکہ دوسرے مقامات پر بھی ایسے ایسے بیوت وضع کئے، جن کی حج کرتے اور وہاں مراسم حج ادا کرتے،اس کا تذکرہ صاحب مفصل نے یوں کیا ہے:

"وفی روع الشعوب السامیۃ القدیمۃ وغیرھا ان الارباب لھا بیوت تستقر فیھا، قیل لھا فی الأزمنۃ القدیمۃ بیوت الالہ ولذلک یری المتعبدون والمتقون شدوا الرحال الیھا، للتبرک بھا وللتقرب الیھا وذلک فی اوقات تحدد وتثبت وفی ایام تعین تکون ایاما حرما لکونھا ایاما دینیۃ ینصرف فیھا الانسان الی الھتہ ولذلک تعدا عیدا یعمد فیھا الناس بعد اقامتھم الشعائر الدینیۃ المفروضۃ۔ [2]

ترجمہ: قدیم سامی وغیر سامی قبائل میں ارباب کے رہنے کے لئے گھر ہوتے تھے۔ جن کو قدیم زمانہ میں بیوت الالھ کہا جاتا تھا۔ اس کی طرف کوچ کی جاتی تھی۔ تاکہ ان سے تبرک حاصل کرے اور ان کا تقرب حاصل ہو جائے۔ یہ مخصوص اوقات اور محدود و متعین دنوں میں ہوتا تھا۔ جن کو حرمت کی ایام سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ اس لیے کہ یہ دینی اور مذہبی ایام تھے۔ اور ان میں معبودوں کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ ان ایام میں عیدیں ہوتی تھی۔ جس میں لوگ دینی فرائض سے فراغت حاصل کرنے کے بعد شرکت کرتے تھے۔

ان بیوت الحرام اور بیوت الالھ میں جو زیادہ مشہور تھے۔ ان کا اجمالی تذکرہ ذیل میں کرتے ہیں۔

بیت الأقصیر - بیت ذی الخلصہ - بیت ضعاء - کعبہ نجران

i بیت الاقصیر: بیت الاقصیر لحم، جزام اور قضاعہ وغیرہ کا کعبہ تھا۔ وہ اس کا حج کرتے۔ اور مناسک حج کی طرح مراسم ادا کرتے۔

ii بیت ذی الخلصہ، جسے "کعبہ الیمانیہ" بھی کہا جاتا ہے، عرب کے دوس، خثعم، اور بجیلہ کے قبائل کا اہم مرکز تھا۔ یہ مقام مکہ کے قریب واقع تھا۔ فتح مکہ کے بعد، محمد ﷺ نے بیت ذی الخلصہ کو بھی اسلامی عبادت کے لئے منہدم کر دیا۔ انہوں نے اس مقام کو اہمیت دی اور اس میں توسل اور عبادت کی اجازت دی۔ یہ ایک اہم مقام بن گیا جہاں مسلمان عبادت کے لئے جاتے اور دعاؤں کو قبول کرنے کے لئے اللہ کی طرف مددگاری کیا کرتے۔

iii بیت ضعاء: یہ کھالوں سے بنایا گیا تھا۔ بیت اللہ کی طرح اس کی تعظیم کی جاتی تھی۔ بنو ربیعہ کا کعبہ تھا۔ فتح مکہ کے بعد بھی آپ ﷺ نے منہدم کر دیا تھا۔

iv کعبہ نجران: یہ بیت اللہ کے طرز پر بنایا گیا تھا۔ اور اسی کے برابر اس کی تعظیم کی جاتی تھی۔ [3]

حاصل یہ کہ عرب سماج میں حج کا تصور موجود تھا۔ اور اپنے مخصوص اوقات میں مخصوص طریقے پر مناسک حج ادا کرتے تھے۔ ان کے حج کا موسم اختلاف روایات کے بناپر خزاں تھا۔ بعض روایات میں بہار اور بعض روایات میں خزاں ذکر ہے۔ [4]

2 عرب سماج میں حج کی کیفیت

عرب سماج میں حج کی ادائیگی مخصوص انداز اور کیفیت کے ساتھ کی جاتی تھی۔ عرب سماج میں یہ لازم قرار دیا تھا۔ کہ وہ صرف حمس کے کپڑے پہن کر طواف کر سکتے تھے۔ اس لئے غیر احمسی یا تو کپڑے مانگ کر کرایہ پر لے کر طواف کرتے تھے۔ مرد مردوں کے کپڑوں میں اور عورت عورتوں کے کپڑوں میں طواف کرتے تھیں۔ جن کو یہ کپڑا میسر نہ آتا وہ ننگے طواف کرتے تھے۔ مرد دن کو اور عورتیں رات حج کرتی تھی۔ عام کپڑوں میں طواف نہ کرنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی تھی کہ وہ جن کپڑوں میں گناہ کرتے ان میں طواف نہیں کی جاتے چنانچہ وہ کہتے تھے لانعبد فی ثیاب اذنبنا فیھا۔ [5]

عرب سماج میں حج کی کیفیت کا تذکرہ مدون طریقے سے کسی تاریخی کتاب میں نہیں ملتی البتہ ان کے بعض طرق متفرق طور پر دوسری کتابوں سے ملی ہیں ذیل میں ان طرق کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

عرب سماج میں ایام حج میں مناسکِ حج اور مراسم حج کی ادائیگی کے بعد عیدیں منعقد کی جاتی تھیں، اس میں وہ فرح و مسرور حاصل کرتے تھے اور رقص وغیرہ کرتے تھ تاکہ ان کے معبودوں کے دلوں میں خوشی داخل ہو جائے، حاصل یہ کہ ان کے حج میں مناسک حج بھی ادا کئے جاتے تھے، عبادت بھی کی جاتی تھی اور فرح و سرور کے اجتماعات بھی منعقد کئے جاتے تھے۔ [6] ان کے حج میں اپنے معبودوں سے دعاؤں کا رواج بھی تھا، ان کا وسیلہ بھی پکڑتے تھے تاکہ ان کا حج قبول ہو جائے اور ان کو اپنے معبودوں کا تقرب حاصل ہو جائے۔ [7]

عرب سماج میں میں لوگ حج کے لئے تیاری اس موسم سے شروع کرتے جس موسم میں عکاظ کا میلہ لگتا تھا۔جب میلہ ختم ہو جاتا تو جو لوگ حج کا ارادہ کرتے وہ "مجنہ" چلے جاتے اور ذوالحجہ کا چاند نکلنے تک وہیں قیام کرتے جب ذوالحجہ کا چاند نظر آجاتا تو "ذوالمجاز" کی طرف کوچ کر جاتے اور وہیں سے پھر عرفہ کی طرف رخ کرتے ہیں۔یوم الترویہ کو پانی کا توشہ لے کی عرفات پر جاتے یہ طریقہ تاجروں کا تھا جو اس جگہ تجارت کی غرض سے آتے،جہاں تک عوام لوگوں کا معاملہ ہے تو وہ جب بھی چاہتے حج کا ارادہ کرتے اور پھر وقوف کے لئے عرفات پر جاتے،جہاں تک بنو حمس کا تعلق ہے تو عرفہ کی بجائے نمرہ پر وقوف کرتے،اس کے بعد تمام لوگ(خواہ واقفین علی العرفہ ہوں یا علی النمرہ ہوں) مزدلفہ کی جانب اتر جاتے۔[8]

امام نوویؒ[9] نے لکھا ہے کہ بیت اللہ اور بتوں کا طواف ان کے حج کے ارکان میں سے ایک رکن اور مناسکِ حج میں سے ایک منسک تھا۔[10]

عرب سماج میں پتھروں کے بواف کا بھی رواج تھا،جن کو رجمات کہا جاتا تھا۔یہ پتھر ہوتے تھے جن کو جمع کیا جاتا تھا،اوران کو کمرے کی شکل میں کرترتیب سے کر مینار کی طرح اونچا کیا جاتا تھا،اس کو وہ رجمہ کہتے تھے۔[11]

علامہ جواد علی کے مطابق عبادت میں طواف ان کے ہاں اتنا ہی اہم تھا جتنی کہ نماز۔اس کے لئے نہ کوئی وقت متعین تھا اور نہ کوئی خاص عبادت گاہ بلکہ وہ جب بھی کسی عبادت گاہ میں داخل ہوتے جس میں کوئی بت ہوتا تو وہ ان کا طواف کرتے جو کہ سات اشواط(چکروں) پر مشتمل ہوتا،نیز وہ طواف پیزاروں میں کرتے تا کہ ان کا گناہ گار جسم پاک زمین کے لگ نہ جائے۔[12]

"المحبر" میں ہے کہ اہل جاہلیت کا طواف ایک ہفتہ ہوتا تھا وہ حجر اسود کو چومتے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے اور تلبیہ پڑھتے ان کا تلبیہ الگ الگ ہوتا تھا۔جو قبیلہ جس بت کا طواف کرتا اسی بت کے نام کا تلبیہ بھی پڑھتا مثلاً قریش اِساف کا تلبیہ پڑھتے تھے۔"لبیک اللھم لبیک،لبیک لا شریک لک الا شریک ھو لک،تملکہ وماملک"۔[13] بعض عزیٰ کا نام کا تلبیہ پڑھتے،کوئی مناۃ کے نام کا تلبیہ پڑھتا،غرض جو جس بت کی پوجا پاٹ کرتا اسی کے نام کا تلبیہ پڑھتا،یہی بات یعقوبی نے بھی لکھی ہے کہ جب وہ حج کا ارادہ کرتے تو ہر قبیلہ اپنے بت کے پاس کھڑا ہو جاتا،اس پر سلام بھیجتا پھر اس کے نام کا تلبیہ ڑھتا یہاں تک کہ وہ مکہ مکرمہ آجاتے اس لئے ان تلبیات مختلف تھے۔[14]

عرب سماج کے حج میں صفا اور مروہ کا طواف بھی شامل تھا،ان پہاڑیوں پر ان کے دو بت اساف اور نائلہ نصب تھے وہ ان کو چومتے۔[15] یہ طواف صرف قریش کرتے تھے،دوسرے قبائل صفا اور مروہ کا طواف نہیں کرتے تھے اور بیت اللہ کی طراح یہ طواف بھی سات چکروں پر مشتمل تھا۔

عرب سماج میں مناسکِ حج میں ایک اہم منسک وقوفِ عرفہ بھی تھا۔یہ نویں ذولاحجہ کو ہوتا تھا اور اس دن کو یوم العرفہ کہتے تھے،عرفات سے پھر مزدلفہ کی طرف اترتے اور وہاں سے منیٰ کی طرف جاتے،لیکن عرفات سے ان کا اترنا ایک وقت میں نہیں ہوتا تھا بلکہ الگ الگ اوقات میں ہوتا تھا،چنانچہ قریش کے علاوہ دوسرے قبائل ہوم العرفہ کے روز غروب آفتاب کے وقت اترتے تھے،بعض روایات میں آتا ہے کہ قریش وقوفِ عرفہ نہ کرتے تھے بلکہ وہ اس دن حرم ہی میں رہتے تھے،اور خود کو اولادِ ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام کہہ کر مستثنیٰ کرتے تھے،البتہ اکثر روایات اس کے خلاف ہیں وہ وقوفِ عرفہ کرتے لیکن دورے قبائل کے ساتھ ایک جگہ عرفہ سے نہیں اترتے تھے۔تاکہ ان کا امتیاز باقی رہے۔[16]

علماء کرام نے ان کے وقت طلوع آفتاب کے بعد کا تھا،چنانچہ ان کے بارے میں آتا ہے:" ان المشرکین لایفیضون حتی تطلع الشمس[17]"کہ مشرکین طلوع آفتاب تک نہیں اترتے تھے۔

اسلامی شریعت میں،حج کے دوران بالوں کو مونڈھنا یا قصر کرنا مکمل حج کے اعمال میں شامل نہیں ہوتا اور اگر کوئی حاجی اس کو حج کے دوران کرتا ہے تو اس کا حج باطل ہو جاتا ہے۔[18]

علاوہ ازیں،حجاج کے لئے دس ذوالحجہ کو منی سے روانگی جائز ہے،جو الحج الاکبر کا تکمیلی دن ہوتا ہے۔اس دن کو حج مکمل التشریق کہا جاتا ہے اور اس دن کے بعد حج کے تمام اعمال مکمل ہوتے ہیں۔[19]

جب وہ حج مکمل کرتے اور جانور ذبح کرتے تو جمع ہو جاتے اور آپس میں ایک دوسرے کے آباءواجداد کے ذریعے تفاخر کرتے تھے،بعض کہتے میرے آباء و اجداد کھانا کھلاتے،بعض کہتے میرے آباءواجداد جنگیں لڑتے اور اس طرح مختلف طریقوں سے اپنے خاندان مفاخرات کا تذکرہ کرتے۔

عرب سماج میں جب کوئی حج کا ارادہ کرتا تو اپنے گلے میں ایک ہار ڈالتا جو اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ وہ حج پر جارہا ہے۔ تو واپسی تک امن میں رہتا، اسی طرح اپنے اونٹ یا سواری کو بھی پٹہ ڈالتا تو کوئی اس کو نقصان نہیں پہنچاتا۔[20]

عرب سماج میں عمرہ کا تصور بھی تھا اور وہ صرف رجب کے مہینے میں عمرہ کرتے تھے، وہ عمرہ کی ادائیگی ایسے ہی کرتے تھے جیسا کہ حج کی ادائیگی کرتے تھے ۔اور رجب میں عمرہ اس لئے کرتے تھے کہ اس مہینے میں وہ عتیرہ کی قربانی کرتے تھے۔[21]

اسلام میں حج کا تصور اور اس کی کیفیت

اس مبحث میں درجہ ذیل امور کی وضاحت ضروری ہے:

1 حج کا تصور 2 حج کی کیفیت

1 **حج کا تصور**

حج کے تصور کے حوالے سے درجہ ذیل امور زیر بحث ہوں گے:

i حج کا معنی ii حج کی اہمیت وفرضیت iii حج کا فلسفہ

i حج کا معنی: لغت میں لفظ حج باب نصر ینصر سے مصدر ہے جس کا معنی قصد اور ارادہ کے ہیں، امام راغب رحمۃاللہ علیہ نے اس کا معنی کسی کی زیارت کے قصد اور ارادہ کرنے سے کیا ہے۔

حج کا شرعی واصطلاحی معنی: شریعت کی اصطلاح میں حج سے مراد مخصوص مقامات کی مخصوص اوقات میں مخصوص عبادات کے لئے جانے کا قصد کرنا حج کہلاتا ہے۔[22]

ii حج کی اہمیت وفرضیت: حج اسلام کا بنیادی اور اہم ترین رکن ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسلام کی جو پانچ بنیادیں بتائی ہیں ان میں سے پانچواں رکن حج ہے۔اس کی اہمیت اس سے بھی واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو افضل ترین اعمال کی فہرست میں شامل کر دیا ہے، جب حضور نبی کریم ﷺ سے افضل الاعمال کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب میں ایمان فرمایا، دوسری دفعہ سوال ہوا، تو جواب میں جہاد فی سبیل اللہ کا فرمایا، اور جب تیسرے نمبر کا عمل پوچھا گیا تو فرمایا: حج مبرور۔[23] اس کی اہمیت اور فضیلت اس بات سے بھی واضح اور ظاہر ہے کہ اس کا بدلہ جنت بتایا گیا ہے، فرمایا: "ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک کا درمیانی عرصہ گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت ہے۔[24]"

حج کی فرضیت قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "اور اللہ تعالی کے لئے لوگوں پر حج فرض ہے جو اس کی جانب جانے کی استطاعت رکھتے ہیں۔[25]" دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: اور اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔"[26] آپ ﷺ کی حدیث مبارکہ سے بھی اس کی فرضیت کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے لوگوں اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔"[27]

iii حج کا فلسفہ: حج بھی ایک ایسا عباداتی عمل ہے جو مختلف معنوں میں فوائد فراہم کرتا ہے۔

پہلا اور اہم فائدہ حج کا روحانی اور اخلاقی ترقیاتی فائدہ ہے۔ حج کے دوران حاجی کو تواضع اور تعاون کی اہمیت سمجھائی جاتی ہے، جب وہ ساتھی حجاج کے ساتھ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ، حجاج کو اللہ کی عظمت اور قدرت کا علم بھی ہوتا ہے، جو ان کی ایمان کو مضبوط کرتا ہے۔

دوسرا فائدہ حج کا اجتماعی اور اقتصادی فائدہ ہے۔ حج کی میزبانی کے لئے مقامات کو ترتیبات فراہم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، جس سے مقامی اقتصاد میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ، مختلف ملکوں کے حجاج کا اجتماع انسانی تعلقات میں بھی اضافہ کرتا ہے اور عالمی بھائی چارہ راہی کو بڑھاتا ہے۔

تیسرا فائدہ حج کا فردانی فائدہ ہے۔ حج کے لئے رکن اور شرائط کی تعلیم اور ان کا عمل مسلمانوں کے لئے ایک زندگی بخشتی رہتی ہے، جو ان کے ایمانی اور عباداتی ترقی میں مدد فراہم کرتی ہے۔

حج کے علاوہ، اسلامی احکام میں فرمایا گیا ہے کہ جانوروں کو قربانی کرنے کے بعد ان کے گوشت کا حصہ خود بھی کھایا جائے اور اسے غریبوں اور تنگ دستوں کو بھی تقسیم کیا جائے۔ یہ عمل انسانیت، عدالت اور محبت کی بات کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے،

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

"تاکہ وہ ان فوائد کو آنکھوں سے دیکھیں جو ان کے لئے رکھے گئے ہیں اور متعین دنوں میں ان چوپایوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں عطا کیے ہیں چنانچہ ان جانوروں میں سے خود بھی کھاؤ اور تنگ دست کو بھی کھلاؤ۔"[28]

حج کا فلسفہ جن نکات کی بنیاد پر ہے اس میں سے بنیادی نکات درجہ ذیل ہیں:

A اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول: حج کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے، کیونکہ حج اللہ تعالیٰ کا عائد کردہ فریضہ ہے اور اس کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

B اتفاق واتحاد کا درس: حج مسلمانوں کو اتفاق واتحاد کا درس دیتا ہے۔ حج کے موقع پر مختلف ملکوں کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں جس سے ان میں اتفاق اور اتحاد کی بڑھتی ہوئی جذبہ پیدا ہوتی ہے۔

C ہمدردی کا درس: حج میں مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے، جس سے ان کی آپس میں ہمدردی کی بڑھتی ہے۔

D یکسوئی سے عبادت کا موقع: حج میں مقاماتِ مقدسہ کے زیارت ہوتی ہے، جس سے عبادت میں دل لگی پیدا ہوتی ہے اور زندگی کے ان چند ایام میں یکسوئی اور حضور قلب کے ساتھ عبادت کا موقع ملتا ہے۔

E مساوات کا درس: حج کے موقع پر ہر سطح کے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے، جس سے مسلمانوں کو مساوات کا درس ملتا ہے۔

F یادِ آخرت: حج میں وقوفِ عرفہ پر اللہ تعالیٰ کے حضور گناہوں کی معافی کو جو منظر دکھایا جاتا ہے وہ انسان کو میدانِ حشر کی یاد دلاتا ہے۔

g موت کی یاد: حج میں انسان دو سفید کپڑوں میں ملبوس ہوتا ہے، جس سے انسان کو اپنی موت کی یاد دلاتی ہے۔

2 حج کی کیفیت

حج کی کیفیت کے حوالے سے درجہ ذیل امور زیر بحث ہوں گے:

- حج کی اقسام - فرضیتِ حج کی شرائط - مناسکِ حج
- ارکانِ حج - حج کا طریقہ کار

1 حج کی اقسام

حج کی تین قسمیں ہیں:

حج تمتع - حج قران - حج افراد

i حج تمتع

حج تمتع کے تحت، حاجی احرام باندھ کر عمرہ کی نیت کرتے ہیں، پھر بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں، صفا مروہ کی سعی کرتے ہیں، اور پھر پنا سر منڈواتے ہیں یا قصر کرتے ہیں۔ اس کے بعد احرام کھول کر حلال ہو جاتے ہیں اور احرام کی کوئی پابندی نہیں رہتی۔

پھر جب حج کے ایام آتے ہیں، وہ دوبارہ احرام باندھ کر حج کی نیت کرتے ہیں اور حج کے ارکان ادا کرکے احرام کھولتے ہیں۔ آپ نے صحیح انداز میں بیان کیا ہے کہ حج تمتع کے دوران احرام کی کوئی پابندی نہیں رہتی، لیکن جب حج کے ایام آتے ہیں تو پھر احرام باندھنا ضروری ہوتا ہے۔ اللھم لبیک بالحج، یا اللہ! میں حج کے لئے حاضر ہوا ہوں، اور پھر حج کے ارکان ادا کرکے احرام کھول دے گا۔[29]

ii حج قران

حج قران کے تحت، حاجی احرام باندھ کر حج اور عمرہ دونوں کی اکٹھی نیت کرتے ہیں اور کہتے ہیں "اللھم لبیک بالحج والعمرۃ"، یعنی "اے اللہ! میں حج اور عمرہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔"

اس طریقہ کے حج کو "حج قران" اور حاجی کو "قارن" کہا جاتا ہے۔اس کی کیفیت یہ ہے کہ قارن طواف اور سعی بین الصفاوالمروہ کرتا ہے، لیکن حلق یا قصر نہیں کرتا اور نہ ہی احرام کھولتا ہے بلکہ ارکانِ حج کی ادائیگی تک اسی احرام میں رہتا ہے۔اور جب حج کے ارکان ادا کرتا ہے تو پھر احرام کھول کر حلال ہو جاتا ہے۔[30]

iii حج افراد

حج افراد کے تحت، حاجی میقات سے احرام باندھ کر حج کی نیت کرتے ہیں اور "اللھم لبیک بالحج" یعنی "اے اللہ! میں حج کے لئے حاضر ہوا ہوں" کہتے ہیں۔ اس طریقہ کار کے حج کو "حج افراد" اور حاجی کو "مفرد" کہا جاتا ہے۔اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ حاجی بیت اللہ پہنچ کر طواف قدوم کرتا ہے اور پھر ارکانِ حج کی ادائیگی تک احرام ہی میں رہتا ہے۔جب حج کے جملہ ارکان ادا کرلیتا ہے تو احرام کھول کر حلال ہو جاتا ہے۔[31]

2 فرضیتِ حج کی شرائط

حج کی فرضیت کے لئے درج ذیل شرائط ضروری ہیں:

استطاعت: انسان کو حج کے لئے استطاعت ہونی چاہئے، یعنی اس کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ اپنی اور اپنے خاندان کی ضروریات کو پورا کر سکے اور حج کا سفر بھی کر سکے۔

راحلہ یا سواری: اگر بیت اللہ تک پہنچنے کیلئے مسافت کی وجہ سے سفر کرنا مشکل ہو، تو سواری کا ذریعہ ہونا ضروری ہے۔

راستے کا مامون ہونا: راستے پر خطرے سے محفوظی کی ضمانت ہونی چاہئے، یعنی سفری راستے پر ظالم بادشاہ، چور، یا ڈاکوؤں کا خطرہ نہ ہو۔

صحت وسلامتی: انسان کو جسمانی طور پر صحت مند ہونا چاہئے، یعنی اس کو کوئی ایسا مرض نہ ہو جو حج کے سفر کو مانع بنا سکے۔

عورت کے لئے محرم کا ساتھ ہونا: خاص طور پر عورت کے لئے، حج کے سفر میں ایک محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے، یعنی عورت کے لئے محرم کا ہونا ضروری ہے۔[32]

مذکورہ بالا شرائط کا ثبوت قرآن اور حدیث سے ہے۔اس کی بنیاد تو اللہ تعالی کا قول اور اللہ تعالی کے لئے لوگوں پر حج فرض ہے جو اس کی جانب جانے کی استطاعت رکھتے ہیں۔[33] "ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا چیز حج کو واجب کرتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "زادِراہ اور سواری"[34] "درجہ بالا روایات سے دو چیزیں زادِراہ اور سواری کا ثبوت ہو گیا، ایک حدیث میں آیا ہے: "جس شخص کو ظاہری حاجت نے یا ظالم بادشاہ نے یا مانع سفر بیماری نے حج سے نہیں روکا اور وہ حج کئے بغیر رہ گیا تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرو"۔[35] حاجتِ ظاہری سے مراد روپیہ پیسہ، زادِراہ اور سواری وغیرہ مراد ہے۔سلطان جابر یعنی ظالم بادشاہ جس کی وجہ سے راستے میں جان، مال یا عزت کے امن کو خطرہ ہو چور، ڈاکو اور قزاق بھی اسی میں داخل ہیں اس لئے کہ ان کی وجہ سے بھی جان، مال اور عزت کو خطرہ ہوتا ہے۔اس حدیث میں ابتدائی چار شرائط یکجا بیان ہوئی ہیں۔

3 مناسکِ حج

مناسک، عربی زبان کا لفظ ہے جو عبادت یا عبادات کے اقدام کو ظاہر کرتا ہے۔"نسک" کا معنی بھی عبادت ہوتا ہے۔جب ظرف کا صیغہ بنا ہوتا ہے، تو مناسک کا مطلب عبادت کی جگہ یا عبادات کی مناسک ہوتا ہے۔جب کہ مصدر میمی بنتا ہے، تو مناسک کا معنی عبادت ہوتا ہے۔حاجی کو حج کی مناسک اور عبادات میں مندرجہ ذیل کے اعمال کرنے کا واسطہ پڑتا ہے:

i. احرام: میقات سے باندھنا، حج یا عمرہ کی نیت کرنا، اور تلبیہ پڑھنا۔
ii. طواف قدوم: مکہ مکرمہ میں طواف کرنا۔
iii. سعی: صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگانا۔
iv. منیٰ میں قیام: منیٰ میں آٹھویں ذوالحجہ کے دن اور نویں ذوالحجہ کی رات ٹھہرنا۔

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

v. وقوفِ عرفہ: عرفات کے میدان میں قیام کرنا۔

vi. مزدلفہ: مزدلفہ میں رات گزارنا۔

vii. رمی جمار: شیطان کو کنکریاں مارنا۔

viii. حلق یا قصر: سر کا بال کاٹنا یا بال کو کترانا۔

ix. طواف الافاضہ: قربانی کے بعد طواف کرنا۔

x. ایام تشریق کا قیام: گیارہویں، بارہویں، اور تیرہویں ذوالحجہ کے ایام کو منی میں ٹھہرنا۔

xi. طوافِ وداع: مکہ مکرمہ سے رخصتی کا آخری طواف کرنا۔

xii. قارن اور متمتع کی قربانی کرنا۔[36]

4 حج کے ارکان

حج کے ارکان تین ہیں جن میں سے اگر ایک بھی رہ جائے تو حج نہیں ہوتا:

i احرام ii وقوفِ عرفہ iii طوافِ زیارت یا طواف الافاضہ

5 حج کا طریقہ کار

حج کا طریقہ درجہ بدرجہ بیان کیا جاتا ہے:

i احرام

احرام کا معنی ہے ایک خاص حالت یا وضعیت میں داخل ہونا، جس میں حاجی یا عمرہ کرنے والا خاص لباس پہن کر نیت کرتا ہے۔ اس لباس کو "احرام" کہا جاتا ہے۔ احرام کا باندھنا میقات سے پہلے ضروری ہوتا ہے، ورنہ دم واجب ہوتا ہے۔ میقات سے مراد وہ مخصوص جگہ ہے جہاں سے حج کے لئے احرام باندھا جاتا ہے۔ اس سے پہلے آنے والے حاجیوں کو میقات سے احرام باندھنا ضروری ہوتا ہے۔ احرام باندھنے کے بعد نفل نماز پڑھ کر دعا کرتے ہیں اور اپنی سعی کی قبولیت کو اللہ تعالیٰ سے مانتے ہیں۔ احرام کا باندھنا انتہائی اہم ہوتا ہے، کیونکہ اس کے بغیر حاجی کی حج کی نیت قبول نہیں ہوتی۔[37]

امام قدوریؒ نے پانچ مواقیت کا تذکرہ کیا ہے: "لاھل المدینۃ ذوالحلیفۃ و لاھل العراق ذات عرق ولاھل الشام الجحفۃ ولاھل النجد قرن الاھل الیمن یلیملم"[38] "مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ، عراق والوں کے لئے ذات عرق، شام والوں کے لئے حجفہ، نجد والوں کے لئے قرن اور یمن والوں کے لئے یلملم (مواقیت) ہیں۔ یہ مواقیت حدیث سے ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ والوں کے لئے میقات ذوالحلیفہ ہے، دوسرا راستہ جحفہ ہے اہلِ عراق کے لئے ذاتِ عرق، نجد والوں کے لئے قرن اور یمن والوں یلملم ہے"۔[39]

احرام باندھنے کے بعد تلبیہ پڑے، مرد بلند آواز سے، اور خواتین آہستہ، تلبیہ کے الفاظ یہ ہے: "لبیک اللّھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک [40] "تلبیہ کے یہ الفاظ بھی بخاری اور صحیح مسلم سے ماخوذ ہیں۔

احرام باندھنے کے بعد جو چیزیں حرام اور ممنوع ہو جاتی ہیں وہ درجہ ذیل ہیں:

احرام باندھنے کے بعد درج ذیل چیزیں حرام یا ممنوع ہو جاتی ہیں:

a. بال اور ناخن تراشنا۔

b. سر اور جسم پر خوشبو لگانا۔

c. سر کو ایسی چیز کے ساتھ ڈھانپنا جو اس کے ساتھ مل جائے اور سر کے ساتھ اس کا اتصال ہو۔

d. مرد کے لئے ایسا کپڑا پہننا جو جسم کے مطابق سلا ہوا ہو۔

e. عورت کا دستانہ یا نقاب پہننا۔

f.محرم کا نکاح کرنا یا پڑھانا۔

g.ہمبستری کرنا یا اپنی بیوی کو شہوت کی نظر سے دیکھنا۔

h.شکار کرنا۔

i.حدود حرم میں گری ہوئی چیز کو اٹھانا۔

j.حدودِ حرم میں درخت یا اس کے پتوں وغیرہ کو کاٹنا۔

k.بے ہودہ گوئی۔

l.قتل وجدال۔[41]

m.مکہ مکرمہ میں داخل ہونا۔

حجاز مقدس پہنچنے کے بعد حاجی پہلے مکہ مکرمہ جاتا ہے اور بیت اللہ کی زیارت کرتا ہے مکہ مکرمہ میں ابتداء مسجد الحرام سے کرے گا اور جب بیت اللہ کو دیکھے گا تو تکبیر اور تہلیل کرے گا۔

2 استلام الحجر

استلام الحجرالأسود یہ کعبہ کی زیارت کے بعد کی جاتی ہے۔اسلام حجر الاسود کا مطلب ہے کہ شخص کعبہ کے یہ انتہائی مقدس حجر کو دونوں ہاتھوں یا کندھوں تک اٹھا کر تکبیر کہتا ہے،اس کے بعد اس پر بوسہ دیتا ہے یا ہاتھ سے چھوتا ہے۔استلام الحجرالأسود کی یہ عملی روایات ہیں جو نبی کریم ﷺ کی عملی معمولات میں ثابت ہوتی ہیں۔اشارہ کر کے بھی حجر الاسود کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور اسے چوما جاتا ہے،جیسا کہ حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے [42]

۔

3 طواف

طواف یا طواف کرنا،حاجیوں کی زیارت کے اہم عملوں میں سے ایک ہے۔جب حاجی بیت اللہ کی زیارت کرتا ہے،تو پہلا طواف جو حجر اسود کے استلام کے بعد کیا جاتا ہے،اسے "طواف قدوم" کہا جاتا ہے۔اس طواف میں حاجی بیت اللہ کے گرد سات چکر لگاتا ہے،جب بھی حجر اسود کے قریب آتا ہے تو اس کو استلام کرتا ہے۔پہلے تین چکروں میں رمل (گرتے) کرتا ہے،اور باقی چار چکروں میں طبعی رفتار سے چلتا ہے۔

طواف پورا ہونے کے بعد مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے۔

اس کے بعد حاجی صفا پہاڑی کی جانب نکلتا ہے اور اس پہاڑی پر چڑھتا ہے،پھر مروہ پہاڑی کی جانب دوڑتا ہے۔اس طرح صفا اور مروہ کے درمیاں سات چکر مکمل کرتا ہے۔اس عمل کو "سعی" یا "سعی بین الصفا والمروۃ" کہا جاتا ہے۔

عصر حاضر میں صفا اور مروہ کے درمان پر دو کھمبے نصب کئے گئے ہیں،جن کو "المکعبتین" یا "ستونیں الخضرین" کہا جاتا ہے۔ان کے درمیان حاجی تیزی سے چلتے ہیں اور اپنی محنت کو مزید بڑھاتے ہیں۔

متمتع کی صورت میں وہ حلق یا قصر کر کے احرام کھول سکتا ہے،اور پھر دوبارہ احرام باندھے گا۔اگر وہ مفرد یا قارن ہیں تو ان کو احرام کے حالت میں ہی مکہ مکرمہ میں قیام کرنا ہو گا۔

ساتویں ذوالحجہ کو عموماً ظہر کے بعد امام حاجی کو مسجد النمرہ میں خطبہ دینے کا عہدہ دیا جاتا ہے۔انہیں لوگوں کو منی کی جانب روانہ ہونے،عرفات پر وقوف کرنے،اور دیگر اعمال کی ہدایت دینی ہوتی ہے۔

آٹھویں ذوالحجہ (یوم الترویہ) کو فجر کی نماز کے بعد منی کی جانب روانہ ہوتے ہیں اور وہاں پانچ نمازیں ادا کرتے ہیں۔

نویں ذوالحجہ (یوم العرفہ) کو صبح کی نماز کے بعد عرفات کی جانب روانہ ہوتے ہیں اور وہاں پورے دن قیام کرتے ہیں۔جب زوال شمس ہو جاتا ہے تو امام دو خطبے دینے کے بعد ظہر اور عصر کے درمیان جمع بین الصلوتین کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔

حاجی نویں ذوالحجہ کی رات مزدلفہ میں گزارے گا اور وہاں پر مغرب اور عشاء کی نمازوں کے مابین جمع بین الصلوتین کرے گا۔اس رات کو آرام کرکے صبح کی نماز ادا کرے گا اور سورج طلوع ہونے سے پہلے منی کی جانب روانہ ہو جائے گا۔ منی پہنچ کر جمرۃ عقبہ کی رمی کرے گا۔اس کے بعد حلق یا قصر کرکے احرام کھولے گا اور قربانی کرے گا۔ پھر اسی دن مکہ مکرمہ آکر طواف زیارت کرے گا، اور اس کے بعد منیٰ واپس آئے گا اور یہیں پر قیام کرے گا۔

تیرہویں ذوالحجہ میں جب ایام النحر میں سے دوسرے دن کا آفتاب زائل ہو جائے تو تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارے گا۔اس میں ترتیب یہ ہوگی کہ ابتداء اس شیطان سے کریگا جو مسجد کے قریب ہے۔اس کے بعد اس کے ساتھ والے شیطان کو کنکریاں مارے گا، اور پھر اس کے ساتھ والے شیطان کو کنکریاں مارے گا۔ ہر شیطان کو مارنے کے بعد اس کے پاس رکے گا اور دعا کرے گا، البتہ تیسرے شیطان کے پاس نہیں رکے گا اور نہ ہی دعا کرے گا۔اسی طرح بارہویں ذی الحجہ کو بھی اسی ترتیب سے رمی الجمار کرے گا، بارہویں دن رمی الجمار کے بعد اگر وہ مکہ مکرمہ آنا چاہے تو اس کو اجازت ہوگی، اور اگر وہ رات وہیں قیام کرنا چاہتا ہے تو تیرہویں ذوالحجہ کو پھر اسی ترتیب سے رمی الجمار کرے گا۔

منی سے واپسی پر خیف محصب میں اترے گا اور مکہ مکرمہ پہنچ کر طواف کرے گا، اس کا نام طواف صدر ہے اور اسے طواف وداع بھی کہتے ہیں۔ [43]

عرب سماج اور اسلام کے حج کا تجزیہ

حضور ﷺ کی زندگی کے دوران، حج کا طریقہ کار مختلف اصطلاحات اور تبدیلیوں کا شہرتی عنصر بن گیا۔ایک اہم تبدیلی فتح مکہ کے بعد آئی، جس نے حج کے طریقہ کار اور معنویات پر بڑا اثر ڈالا۔اس سے پہلے، حج عادتاً کی طرح ذوق و مزاج کی بناپر کیا جاتا تھا، مگر فتح مکہ کے بعد حج کا طریقہ کار بہتر معنوی بنا۔ حضور ﷺ نے حج کی اصطلاحات میں بھی تبدیلیاں کیں اور اس کو معنویت پر زور دیا۔انہوں نے مسلمانوں کو حج کے معنوی اہمیت کو سمجھانے کی کوشش کی اور ان کو حج کے رکنوں اور اعمال کی وضاحت فراہم کی۔ان کی تعلیمات اور اصلاحات کے بعد، حج کا طریقہ کار اور انداز میں بہتری آئی اور مسلمانوں کو اصلی معنوی مقصدوں کی سمجھ و تجربہ حاصل ہوئے۔اسی حوالے سے عرب اور اسلام کے حج کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتے ہیں:

1 بتوں کا استیصال

اسلام نے واحد معبود کی عبادت کے مفہوم کو حج کی عبادت میں شامل کیا، جو عرب سماج کے لئے ایک بہت بڑی تبدیلی لایا۔ عرب معاشرت میں بتوں کی پوجا اور حج ان بتوں کے گرد طواف کرنا ایک قدیم عادت تھی، جس میں معبود برحق کا تصور نہیں تھا بلکہ ہر قبیلہ اپنے خصوصی بتوں کی عبادت کرتا تھا۔اسلام کے آمد کے بعد، حضور ﷺ نے حج کو صرف اللہ کی عبادت کا موقع بنایا اور مکہ کو بتوں سے پاک کرکے ایک واحد معبود کی عبادت کی مقام مقرر کیا۔

حج کی مناسک میں بتوں کی پوجا، طواف اور قربانی کا عمل پوری طرح ختم کر دیا گیا، اور مسلمانوں کو اللہ کی رضا کی خاطر حج کرنے کی تعلیم دی گئی۔اس طرح، اسلام نے عرب سماج میں روحانی نجاست کو ختم کیا اور اس خطے کو روحانی طہارت حاصل کرانے کا مقصد حاصل کیا۔اس سے عرب سماج میں ایک بہت بڑی تبدیلی آئی، جو اسلامی عبادت کے معیارات اور مفہومات کے مطابق تھی۔

2 حج صرف مسلمانوں کے لئے

حج کا مقصد اور مفہوم اسلام میں بہت مخصوص اور وضاحتی ہے، جو صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے۔اسلام میں حج کا فرض صرف ان مسلمانوں پر ہے جو جسمانی، مالی، اور روحانی امکانات کے ساتھ حج کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔اسلامی تعلیمات میں واضح طور پر آیا گیا ہے کہ مشرکوں کو مسجد حرام کے قریب نہ آنے دیا جائے، اور حج کے مناسک صرف مسلمانوں کے لئے ہیں۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ حج ایک اسلامی عبادت ہے جو صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے اور دیگر اقوام کے لئے نہیں۔

قرآن مجید میں ہے،

"یَاأَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنَّمَاالْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوْاالْمَسْجِدَالْحَرَامَ بَعْدَ عَامِھِمْ ھٰذَا"۔ [44]

ترجمہ: اے ایمان والو! مشرک تو ناپاک ہیں، اس لئے اس سال کے بعد مسجد حرام کے نزدیک نہ آنے پائیں۔

3 ننگے طواف کا خاتمہ

اسلام میں حج کے مناسک کو شرعی اور اخلاقی اصولوں کے مطابق تنظیم دی گئی ہے۔اسلامی شریعت میں ننگے طواف کی پرہیزگاری کی گئی ہے اور حج کے لئے مخصوص لباس کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ مردوں کو دو چادر میں آنا اور عورتوں کو مکمل لباس میں آنا فرض ہے۔اس سے آمنہ اور معقولیت کی روشنی میں طواف اور دیگر حج کے مناسک کو انجام دینے کی تشویش کم ہوتی ہے۔اسلامی احکام کی روشنی میں، کوئی بھی شخص ننگے طواف کرنے کی اجازت نہیں ہے، اور تمام حجاج کو اخلاقی اور دینی حیثیتوں کے مطابق عمل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

4 **صفاومروہ کی سعی کا لزوم**

جاہلیت کے دور میں صفاومروہ کی سعی کو عام طور پر قریش اور ان کے حلیف قبائل ہی کرتے تھے۔اس کی وجوہات مختلف تھیں، ایک وجہ یہ تھی کہ قریش کے دو بت اساف اور نائلہ ان دو پہاڑوں پر نصب تھے، لہذا وہ ان دونوں بتوں کی وجہ سے ان کے درمیان صفاومروہ کی سعی کرتے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ صفاومروہ کی سعی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ماں حضرت ہاجرہ علیہاالسلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد میں کی جاتی تھی۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ماں نے پانی کی تلاش میں صفاومروہ کے درمیان دوڑی تو یہ ایک معروف واقعہ تھا، جس کے لئے ان کی یاد میں اس سعی کو کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ بعض قبائل اس سعی کو ناپاک اور بیہودہ سمجھتے تھے اور اسے ایک انتہائی بیہودہ عمل تصور کرتے تھے۔ ان سب وجوہات کے باوجود، اسلام میں بھی صفاومروہ کی سعی کو اہمیت دی گئی اور حج کے مناسک کا حصہ بنایا گیا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مطابق، اوس اور خزرج کے قبیلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ام والد کے ساتھ کسی رشتہ کے بغیر تھے، اور یہ واقعہ جاہلیت کے دور کی عورتوں کی سعی کو بے حیائی اور بیہودگی کا مظاہرہ سمجھتے تھے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی بات اس لئے کی تھی کہ ان کے قبیلہ کے لوگ اسلامی اصولوں کی روشنی میں ان واقعات کو نہیں سمجھتے تھے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس حالت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ ان لوگوں کا اسلامی عقیدہ نہیں تھا، اور انہیں اسلامی اصولوں کی روشنی میں ایسی واقعات کو سمجھنے کی سمجھ نہیں تھی۔[45]

جب مکہ مکرمہ فتح ہوئی اور تمام بتوں کو صاف کر دیا گیا، تو دیگر قبائل کو یہ سوال پیش آیا کہ بیت اللہ کے طواف کے بعد وہ کہاں جائیں؟ انصارِ مدینہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے اس مشکل کو پیش کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو وضاحت دی کہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں، اور جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرتا ہے، اس کے درمیان صفا اور مروہ کے چکر لگانے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ وضاحت انصارِ مدینہ کو دی گئی تاکہ وہ اس معمول کو قبول کریں اور بیت اللہ کے مناسک کو مکمل کرنے کے لئے اس مقام کو استعمال کریں"۔[46]

صفا اور مروہ کی سعی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، اور ان کا حج اور عمرہ کے مناسک میں اہم کردار ہے۔ اس طرح، اسلام نے قدیم عادات کو اصلاح کیا اور شعائر اللہ کی تعظیم کو اہمیت دی، جو قبل از وقت اسلامی معاشرتی اصولوں کے ساتھ مل گیا۔ اسلامی تعلیمات کے تحت، صفاومروہ کی سعی کو حج وعمرہ کے اہم مناسک کا حصہ قرار دیا گیا، جس سے ان مناسک کی اہمیت اور برکت زیادہ ہوگئی۔

5 **وقوفِ عرفات کا لزوم**

قریش کے علاقے میں عرفات پر قیام کرنے کا مقام بہت اہم تھا، لیکن قریش کو اپنی امتیازی حیثیت کی بنا پر وہاں جانے کا حق دعویٰ تھا۔ ان کی امتیازی حیثیت کے بنا پر وہ مکہ میں رہتے اور عرفات پر نہیں جاتے تھے، اور اپنے لئے ایک خصوصی مقام ظاہر کرتے تھے۔

اسلام نے ان امتیازات اور خصوصی حیثیتوں کو ختم کیا اور سب کو برابری اور انصاف کے اصولوں پر چلنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا کہ عرفات پر قیام کرنے کا حق سب کو ہے، اور کوئی بھی خصوصی امتیاز نہیں۔

اس طرح، اسلامی تعلیمات نے سماج میں عدل اور برابری کے اصول کو ترویج دیا اور امتیازیت کے بنا پر کسی کو نہیں برابر دیا۔ اسلامی عقیدہ یہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے ساتھ بے شرمی اور مہربانی کے ساتھ معاملہ کرتا ہے، بغیر کسی بھید بھاول کے"۔[47]

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

حاصل یہ کہ اسلام نے عرفات پر وقوف کے حق کو تصدیق کیا، لیکن اس میں اصلاح کر کے سب کو برابری کا حکم دیا۔اس طرح، وقوف عرفات کو سب کے لئے ایک برابر موقع بنایا گیا، بغیر کسی بھید بھاول اور امتیاز کے۔ یہ اصلاحی تدابیر نے وی آئی پی کلچر کو ختم کیا اور اسلامی معیاروں کو قائم رکھا۔اسلامی تعلیمات میں یہ اہمیت ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے ساتھ برابری، عدل، اور امتیاز کے اصولوں پر عمل کرتا ہے، بغیر کسی جانبداری یا فرق کے۔

6 **احرام کے لئے میقات کا تعین**

عرب سماج میں حج کی تقویم کے لئے میقات کا تعین اہم معاملہ تھا۔قریش اور ان کے حلیف قبائل کو اپنے خصوصی کپڑے پہننے کا حق تھا، جبکہ دیگر قبائل ننگے حالت میں طواف کرتے تھے۔اسلام نے احرام کو سب کے لئے لازم قرار دیا اور میقات کو مقرر کیا تاکہ آنے والے حجاج اپنی میقات سے احرام باندھیں۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق، میقات کو آنے والے حجاج کے مقام کے مطابق مختلف شہروں کے قریب مقرر کیا گیا۔مثال کے طور پر، آنے والے حجاج کے لئے مدینہ کے قریب ذوالحلیفہ میقات مقرر کیا گیا، جبکہ اہل عراق کے لئے ذات عرق، یمن والوں کے لئے یلملم، شام کی جانب سے آنے والوں کے لئے جحفہ، اور اہل نجد کے لئے قرن میقات مقرر کیا گیا۔

یہ تدابیر اسلامی معیاروں اور انصاف کے اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے احرام کے بندھن اور حج کے آغاز کو منظم کرنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔

7 **حالتِ احرام میں گھر واپسی**

عرب سماج میں احرام کی حالت میں گھر واپسی کے بارے میں ایک خاص رواج تھا، جب وہ احرام باندھ کر حج کی سفر پر روانہ ہوتے تھے تو عموماً ان کو احرام کی حالت میں گھر سے واپسی کا حق نہیں تھا۔ لیکن اگر کسی ضرورت یا مصلحت کی بنا پر وہ گھر جانا ہوتا، تو وہ احرام کی حالت میں گھر جانا معیوب سمجھتے تھے۔اس لئے وہ ایک طریقہ اختیار کر لیتے کہ وہ گھر کی پچھلی دیوار یا دیوار کو پھلانگ کر داخل ہوتے اور اس کو نیکی کی فہرست میں شمار کرنے لگتے۔

اسلام نے اس رواج کی اصلاح فرمائی اور حج کے مناسک کو سیدھے اور سادہ بنا دیا۔اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیکی یہ ہے کہ جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے، اور نیکی کا عمل یہ ہے کہ آپ گھروں کے دروازوں کی طرف نہیں بلکہ ان کی پشت کی طرف سے آئیں تاکہ آپ اللہ کے سامنے احترام کا عمل کریں۔اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ احرام کی حالت میں گھر واپسی کو احترام کا عمل نہیں مانا جاتا تھا اور اس کو احرام کے اصولوں کے مطابق ترک کیا جاتا تھا۔[48]

8 **عرفات، منی اور مزدلفہ کے اوقات کا تعین**

عرب سماج میں حج کی ترتیب کا ایک خاص نظام تھا جس میں عرفات، منی، اور مزدلفہ کے اوقات کا تعین خوراک سورج کی روشنی میں ہوتا تھا۔عرفات سے دن کی روشنی میں مزدلفہ کی جانب روانہ ہونے کا عادی ممار ہوتا تھا، اور مزدلفہ سے سورج نکلنے کے کافی عرصہ بعد منی جاتے تھے۔

حضور ﷺ نے اس ترتیب کو تبدیل کر کے بتایا کہ عرفات سے مزدلفہ کی طرف غروب آفتاب کے بعد روانہ ہونا چاہئے، اور مزدلفہ میں دو نمازیں اکٹھے پڑھنی چاہئیں۔پھر مزدلفہ سے منی کی جانب روانہ ہونے کے لئے طلوعِ آفتاب سے پہلے ہی روانہ ہونا چاہئے۔

اسلامی شریعت نے اس ترتیب کو بھی قبول کیا اور اس کو برقرار رکھا، البتہ اس میں اوقات میں تبدیلی کی گئی جس میں اہم اصلاح شامل ہے۔ یہ ترتیب احرام کی حالت میں حج کے اہم مناسک کی ترتیبات کو سیدھا بناتی ہے اور حج کے مختلف مراحل کو معمول کی بنا پر پورا کرنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

9 **خرید و فروخت کی اجازت**

عرب سماج میں حج کے ایام میں تجارت کو ناجائز سمجھا جاتا تھا اور لوگوں کو اپنے معاش کے لئے حج کے دوران تجارت کرنے سے روکا جاتا تھا۔اسی کے بجائے، حج کے دوران بیع و شراء اور تجارت کو محرم سمجھا جاتا تھا تاکہ لوگ عبادت کے لئے خالص دل سے مختص کر دیئے جائیں۔البتہ، حج کے ایام کے بعد تجارت کی اجازت دی گئی تھی تاکہ لوگ اپنے رب کا فضل یعنی معاش کما سکیں۔اسی آیتِ کریمہ کا ذکر آپ نے بھی کیا ہے جو بیان کرتی ہے کہ حج کے ایام میں مالی حالات کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

،چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے: "تم پر کوئی گناہ نہیں کہ (حج کے ایام میں) اپنے رب کا فضل (معاش) تلاش کرو"۔[49]

ISSN- 2709-3905
PISSN2709-3891

10 تلبیہ

عرب سماج میں تلبیہ کا عموماً قبیلہ کے بت یاان کے مقامات کے ناموں کے ساتھ جوڑا جاتا تھا، لیکن اسلام نے اس کو بہتر اور مخصوص شکل دی۔ تلبیہ کا حکم جاری رکھا، مگر اس کو صرف اور صرف اللہ کے لئے خصوصی کر دیا گیا اور ایک مشترک تلبیہ مقرر کیا گیا: "لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک". یہ تلبیہ اللہ کی بنیادوں پر ہے اور اس میں کسی دوسرے کا شریک نہیں ہے، جو کہ اسلامی توحید کی بنیاد ہے۔ یہ تلبیہ حج کے اہم مناسک میں پڑھا جاتا ہے اور اس کی اہمیت اسلامی عقائد میں بہت زیادہ ہے۔

11 عمرہ کا تصور

عرب سماج میں عمرہ کا تصور بھی موجود تھا اور وہ عمرہ اسی ترتیب سے کرتے تھے جس ترتیب سے وہ حج کرتے تھے، البتہ وہ پورے سال میں سرف ایک مرتبہ عمرہ کر سکتے تھے اور اس کے لئے رجب کا مہینہ مقرر تھا۔ اس کے علاوہ کسی اور مہینے میں عمرے کی اجازت نہیں تھی۔ اور یہ اس لئے کہ اس مہینے میں وہ اپنے باطل اور خیالی معبودوں کے نام قربانی کرتے تھے جس کا نام عتیرہ ہوتا تھا۔

اسلام نے عمرہ کے حکم کو برقرار رکھا البتہ اس میں تبدیلی کی اور عمرہ کو بلا تعین زمان پورے سال میں مشروع قرار دیا، سوائے ایام حج کے، لہذا امتِ مسلمہ میں جو کوئی جب چاہے ایام الحج کے علاوہ عمرہ کر سکتا ہے۔ اور اسی کے لئے طواف اور سعی بین الصفا والمروۃ کو لازم قرار دیا۔

12 حج کا وقت

تاریخ عرب کی مشہور کتاب "المفصل فی تاریخ العرب" میں حج کے وقت سے متعلق دو آراء کا تذکرہ ملتا ہے ایک رائے بہار کا ہے اور ایک خزاں کا، کہ حج یا تو بہار کے موسم مین ہوتا تھا یا پھر خزاں کے مواسم میں، لیکن اس کی کماحقہ تحقیق نہیں ہے البتہ اسلام میں اس قسم کی کوئی اختلافی وقت کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ حج کے ایام معلوم اور متعین ہیں ان میں نہ کسی قسم کی کوئی تبدیلی آئی ہے اور نہ ان میں اصلاح کے حوالے سے کوئی تحریر ملی ہے۔

حاصل کلام

اسلام نے حج کو اصلاح کر کے عبادت کی اصلیت کو بحال کیا اور عبادت کی منظمیت اور معنویت کو بڑھایا۔ حج کے عظیم مناسک کو فطری اور منفعت بخش نظام میں شامل کیا گیا، جس نے عربی فراہمی کے نظام میں اصلاحیں لائی اور بت پرستی جیسی غیر فطری رسومات کو ختم کیا۔ اس طرح، حج اب ایک اعلیٰ اور پاک عبادت بن گیا ہے جو انسانیت کو سب سے بڑی راہنمائی اور رحمت میں سے ایک ہے۔

---

1 جواد علی،المفصل، فی تاریخ العرب قبل الإسلام،ص347/11
2 ایضاً
3 للشیخ الإمام،شہاب الدین ابی عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الرومی البغدادی ،معجم البلدان، ص 4/401، بیروت: مکتبہ دارِصادر (1977ء)
4 جواد علی،المفصل، فی تاریخ العرب قبل الإسلام،ص349/11
5 محمدسھیل،الدکتور،تاریخ العرب قبل الإسلام،ص 5/225، بیروت :دار النفاس (طبع اول 2009ء)
6 جواد علی،المفصل، فی تاریخ العرب قبل الإسلام،ص374/11
7 النجمی،أحمد بن یحی،ارشاد الساری، ص 6/175،مکتبہ منارۃ الاسلام (1423ھ)
8 ازرقی،محمدبن عبداللہ ،اخبار مکہ،ص 1/121 ،بیروت:دار الأندلس(1416ھ)
9 آپ کی کنیت ابوزکریا، یحیٰ بن شرف بن مری حورانی اور لقب محی الدین ہے۔ حوران کے رہنے والے بے نظیر پیشوا اور جلیل القدر حافظ حدیث ہیں۔ آپ محرم 631ھ میں پیدا ہوئے۔ مسلک امام شافعی سے تعلق رکھتے ہیں اور بہت سی مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ تحصیل علم کے بعد آپ تعلیم وتدریس، تصنیف وتالیف، نشرواشاعت علم، عبادت وریاضت صیام وصلوۃ اور ذکر واذکار میں اس طرح مصروف ہوگئے کہ بس اسی کے ہو رہے۔ ابن عطاء کہتے ہیں: ہمارے شیخ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ انہوں نے بجز پڑھنے پڑھانے کے دن اور رات میں کبھی وقت ضائع نہیں کیا۔ ناز ونعم کی زندگی سے تنفر تھا۔ تصانیف: شرح صحیح مسلم، ریاض الصالحین،الأذکار، الأربعین، الإرشاد فی علوم الحدیث، الِایضاح فی المناسک، شرح المھذب، شرح قطعۃ من النبحاری وغیرہ۔ 24 رجب676 کو وفات پائی (طبقات الشافعیہ، ص165/5/ النجوم الزاھرۃ، ص278/7

10 النووی، محی الدین، اُبو بکر، یحیٰ بن شرف(686ھ)شرح صحیح مسلم، ص8/21، بیروت، مکتبہ دار السلام

11 الزبیدی، محمد بن محمد(1205ھ)، تاج العروس، ص422/3

12 الیعقوبی، اُحمد بن اسحاق494ھ، تاریخ لیعقوبی، ص11/355 بیروت دار الکتب الحکمیہ المفصل فی تاریخ عرب

13 الھاشمی، محمد بن حبیب، المحبر، ص313، حیدر آباد دکن: معارف العثمانیہ(1942)

14 الیعقوبی، اُحمد بن اسحاق494ھ، تاریخ لیعقوبی، ص11/ 378

15 معجم البلدان، ص5/365

16 جواد علی، المفصل، فی تاریخ العرب قبل الِاسلام، ص11/382-383

17 النجمی، اُحمد بن یحیٰ، ارشاد الساری، ص3/210

18 جواد علی، المفصل، فی تاریخ العرب قبل الِاسلام، ص388/11

19 الزبیدی، محمد بن محمد، تاج العروس، ص393/6

20 تفسیر طبری، ص6 /37

21 جواد علی، المفصل، فی تاریخ العرب قبل الِاسلام، ص394/11

22 انوار القدوری، ص1/ 291

23 الجامع الصحیح البخاری، رقم27

24 ایضاً: رقم1683

25 آل عمران:3/97

26 البقرۃ:2/196

27 الصحیح المسلم، رقم: 3257

28 الحج:22/28

29 کیلانی، محمد سلیمان، تکمیل حج، ص55، لاھور، مکتبہ السلام، 1999ء

30 ایضاً

31 ایضاً

32 سیالکوٹی، محمد صادق، مولانا، حج مسنون، ص23، لاھور: نعمانی کتب خانہ، 2003ء

33 آل عمران:3/97

34 الجامع الترمذی، رقم: 2998

35 الدارمی، اُبو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن، سنن الدارمی، ص2/1122 دار المغني للنشر والتوزیع، المملكة العربية السعودية، 1412 ھ

36 سیالکوٹی، محمد صادق۔ مسنون حج، ص38-39-40

37 ایضاً: ص293

38 القدوری، اُبوالحسن، اُحمد بن محمد(628ھ) مختصر القدوری، ص71 لاھور، مکتبہ رحمانیہ، کتاب الحج

39 الصحیح المسلم، رقم:2810

40 عثمانی، صفدر، حج وعمرہ قدم بہ قدم، ص13، المدینۃ اسلامک ریسرچ سنٹر2002

41 القدوری، اُبوالحسن، اُحمد بن محمد(628ھ) مختصر القدوری، ص497-498

42 الصحیح المسلم، رقم:3077

43 القدوری، أبوالحسن، أحمد بن محمد (628ھ) مختصر القدوری، ص73-75

44 التوبۃ:9/28

45 نام: ابن بن مالک بن نضر بن ضمضم انصاری خزرجی اور نجاری۔ کنیت: ابو حمزہ۔ خادم رسول کریم ﷺ تھے
ہجرت مدنیہ کے دوران ان کی عمر دس سال تھی۔ بچپن میں مشرف باسلام ہوئے۔ وفات: بصرہ میں تمام صحابہ کے آخر میں 91ھ یا92ھ کو اس دنیا سے رحلت کر گئے(اسد الغابہ، ص1/208،الِاصابہ، ص83)

46 البقرۃ:2/158

47 البقرۃ:2/199

48 البقرۃ:2/189

49 البقرۃ:2/198